

M.B.KHAN ARTIST Ugdawar Lucknow

YOUNG AT 50.

سانٹھا اور پاٹھا

ڈاکٹر لیگارڈ کی حیوۃ بخش گولیاں

[illegible] اعصاب کو جوانوں کی سی طاقت مستقل بخشتی ہیں پھرتی
عطا کرتی ہیں۔ [illegible] اور جسمانی انحطاط کو روکتی ہیں
مدت زندگی کو بڑھاتی ہیں۔ رگ پٹھے مضبوط ہو جاتے ہیں
بوڑھے بھی [illegible] دماغ میں [illegible] ہوتی
ہے ان کے بال سفید ہیں۔ نیند خوب آتی ہے۔
بیداری کے بعد کسل [illegible] حاصل نہیں ہوتی۔
طبیعت بشاش رہتی ہے۔ عصبی کمزوری کا وجود نہیں
رہتا۔ جھریاں دور ہو جاتی ہیں جلد صاف اور
خوشنما رہتی ہے۔ چہرہ [illegible] تر و تازہ ہو جاتا ہے۔
تندرستی کے ان برکات پر غور کیجیے۔ یہ خدا
کی عنایت نہیں تو کیا ہے۔ جوانی کا عود کرنا
[illegible] خون کا بڑھنا۔ رخساروں کی شادابی۔ جسم
کی توانائی۔ دیکھ کے احباب کو حیرت ہوتی ہے۔
آزمائش شرط ہے۔ آپ خود ہمارے قول کی تصدیق
کر لیجیے۔ کیا آپ ایسے نادر وقت کو نذر غفلت
کر دیجیے گا؟ لطف یہ کہ اس دوا کے استعمال میں
کسی قسم کا پرہیز نہیں ہے۔ آپ بے تکلف استعمال
کیجیے نقصان کا خیال بھی نہ کیجیے۔ آپ کے تمام
اعضائے رئیسہ کے افعال درست اور صحیح ہو جائیں گے
آپ بڑھاپا اور پاٹھا کی شکل حاصل ہو جائے گی۔
دیر نہ کیجیے فوراً منگائیے اور کھائیے استعمال
کے بعد آپ ہرگز پشیمان نہ ہوں گے۔ ان کی قیمت
مع محصول ڈاک بارہ شلنگ ہے۔ قیمت وصول
ہونے پر دوا روانہ کی جاتی ہے۔

یہ دوا صرف ڈاکٹر لیگارڈ کی لیبوریٹریز ۱۰۶
لیورپول روڈ۔ برنس بری لنڈن انگلستان
سے مل سکتی ہے۔

DR. LEGARD'S
LABORATORIES.
106 LIVERPOOL ROAD.
BARNSBURY.
LONDON (ENGLAND)

ایک علمی

یعنی

مرحوم [illegible] کرامت حسین صاحب جج ہائی کورٹ الہ آباد
کے کارنامے اخلاقی مضامین [illegible] تصنیفات ہیں
جنھوں نے اردو زبان کو علمی بنا دیا ہے ملک کے
ہر ایک بچے کو پڑھانا چاہیے اور کام کا آدمی بنانا ہے اگر خود
پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھ جائے۔

علم الاخلاق۔ مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل
تھی اور یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی
میں شامل تھی۔ مجلد قیمت مع محصول ڈاک [illegible]
فرائض کا سبق۔ [illegible] کے مطالعہ کی چیز ہے۔ [illegible]
الدین والکون یعنی موازنہ مذہب و سائنس اردو [illegible]
امور عامہ۔ عربی۔ فلسفہ [illegible] کا کارنامہ [illegible]
زائد خریداروں کو کمیشن معقول دیا جائے گا۔
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

فرنچ طلا

کمی، لاغری اور کمزوری کے لیے نفع بخش ہے اور یہ
قوت پیدا کرتا ہے۔ خوشبودار اور لذیذ بھی ہے
تندرست اور معمولی مریضوں کے لیے عجیب تماشا
اس کے لگانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے اور
روز اول کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے قیمت [illegible]
(پانچ روپیہ) نمونہ کا بکس صرف [illegible] مع محصول ڈاک

ماربل اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۸۹۳
رنگون ملک برہما

سیاحت ظریف

یعنی
منشی سید [illegible] حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامۂ عراق

عجیب دلچسپ نظم ہے جسے [illegible] کی خامہ
[illegible] استادی [illegible] قیمت فی جلد [illegible]
[illegible] آرڈر [illegible] ہے۔
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سرکار سے رجسٹری کیا ہوا

سند یافتہ

[illegible] کی دوا

[illegible] کھانسی، [illegible]
[illegible] بچوں کے [illegible] پیلے دست [illegible]
[illegible] کی ایک [illegible] دوا ہے۔ [illegible]
چند قطرے پانی میں ڈال کر پی لینے سے ایک ہی خوراک میں
[illegible] قیمت فی شیشی [illegible]
[illegible] ایک ساتھ خریدنے سے [illegible] محصول معاف۔
[illegible] حکیم اور عطاروں کو نمونہ مفت۔

دودھ [illegible] کیسری یعنی داد کی دوا

[illegible] گھنٹہ میں [illegible]
[illegible] ایک دوا ہے قیمت فی شیشی [illegible]
ایک ساتھ منگانے سے ڈاک خرچ معاف۔ [illegible]

بال صفا

کمزور اور [illegible]
[illegible] دوا کو منگا کر [illegible]
[illegible] فہرست منگا کے [illegible] مفت [illegible]
[illegible] کی ضرورت ہے۔

پتہ: [illegible] سنگھ [illegible] کمپنی متھرا

قصہ یا ظرافت کی جان

اردو میں [illegible] اس قصہ کا [illegible]

[illegible]

[illegible] اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل [illegible]
[illegible] علیحدہ بھی مرتب
کیے گئے ہیں۔ [illegible] سے جو حضرات
اودھ پنچ کے خریدار ہیں انھوں نے مسلسل [illegible]
کر لیا ہوگا [illegible] خریدار [illegible]
اودھ پنچ قصہ کی ابتدا سے [illegible] ہوں گے۔
[illegible] اشتہار کو پورا کر سکتا ہے
قیمت علاوہ محصول ڈاک [illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۹ نمبر ۲۷

مضامین غیر

یکشنبہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۴ء

مراسلہ

شمس نظر فا ادیب العلما مولانا پنچ دامت برکاتہ
بعد تعریف خدا اور نعت رسول کے یہ خط ہے ایک صلح ڈھونڈھنے والے کا طرف ایک اصلاح کرنیوالے کے پس تحقیق کہ سلام ہو اوپر تمہارے بیچ اس زمانہ کے کہ ہدایت کرتے ہو تو قوم اپنی کو ساتھ حکایات لطیف ایسے مولویوں والے کے جو ہیں دھوکا دینے والے ساتھ بناوٹوں اپنی کے ہر آئینہ جانتے ہیں بننا میاں مٹھو ساتھ ٹھاٹ کے اور سکھاتے ہیں ہم آوازوں اپنوں کو نبی جی بھیجو بولنا۔ اور سے شوق دلوں انکے میں کہ مخلوق بوجھے ہم کو اور دے مال اپنا بند کر کے آنکھوں اپنی کو کہ صرف کرے اولاد ہماری بیچ رنڈی بازی کے اور حلال کر لیں ہم مسئلوں بنانے ہوے اپنوں سے یہ سب کچھ اور گے جاؤ تم سب کہ ہاں ہاں یہ تو معصوم سے بھی بڑھ گئے ہیں اور قول ان کا ہے حدیث اور یہ حکم جو انھوں نے اپنے فائدوں کی لپیٹ کے ساتھ دیا ہے گول گول یہ تو آیت کی صورت ہے کیونکہ نازل ہوا خدا کے بندہ عام کی جانب ہے پس کیونکر نہ اعتراف ساتھ بات نکلی جو فی سوجھی انھوں کے ہے۔ پس ہوشیار کیا گروہ اپنے کو جس شخص نے ہمکنشوں انکے سے تحقیق کہ ہو نہ جائیں کیوں دشمن وہ مکری کہنے والوں کے اور کیوں نہ ہوں خوش سراہنے والوں اپنے سے جو کہ ہیں جھلی آمدنیت کرنے والے اور جمع ہو گئے ہیں آگے پیچھے انکے وہی جو خراب کرتے ہیں دماغ انکا تو مچا مچا کر وقت دیکھنے صورت انکی کے۔ اور یہ خوش ہوتے بیچ دلوں اپنے کے۔ ....

.... اور بڑا ایسے پڑے کے چنانچہ جب فرق دکھایا اس وقل کا نظم میں اور توجہ دلائی گئی لوگوں کو درمیان کانفرنس شیعہ دالی کے جو تھی بیچ فیض آباد کے کئی مہینے قبل تو بڑا ہوا انھوں نے جو آتے تھے اس تعریف میں کیونکہ گواہی ہوتی ہے بات سچی اور نہیں با ترقی حلق سے انھوں کے جو لیے ہیں بیاہ دل پیلوؤں اپنوں میں پس بلائے گئے سر دھنے والے انکے اور جمع ہوے آگے پیچھے اور کہا گیا انھوں سے کہ بچاؤ آبرو مسنوعی ہماری اور حفاظت کرو بہروپ ہمارے کی ساتھ کوشش اپنی کے کہ جس کے تئیں فائدہ ہے تم لوگوں کا بھی کثیر۔ اور کیا نہیں دیتے ہم اس مال میں سے تم کو جو حاصل کراتے ہیں تمہاری تعریفوں کے صدقہ میں۔ پس تاویلیں کرنے لگے وہ لوگ شعر بنا بنا کے بیچ بات کی اور مددی فرمائش کرنیوالوں نے ساتھ مال کے مال والے گھر اپنے سے لیں جاری ہے وہ سلسلہ اب تک ہر چند کہ نہیں دیا جواب کسی نے ایسے بڑا مارنے والوں کو چنانچہ پھر وہ ہرا دیا اس واقعہ کو میرے ساتھ قطعہ نئی تصنیف والے کے بیچ صحیفہ البصیر کے اور دفع کیا اشتباہ انکا ایک صاف گو رضوی نے جو بھیجتا ہوں آپ کو واسطے شائع کرنے کے چونکہ تجویز ہے اس میں ایک نئی ایسی کہ جو مفید ہے اُس گروہ کے لیے بھی جس نے پکا لی ہے خواہ مخواہ دین و دنیا کی کھچڑی بیچ پتیلیہ پیٹ اپنے کے واسطے خوراک مریضان حرص کے عجب کیا کہ وہ بھی خوش ہوں اس تجویز ترقی اپنی سے بیچ دلوں کے۔ وھو ھذا

قطعہ

دین و دنیا ایک ہے ابتک یہ سنتے آئے ہیں
دین ہی کے تحت میں قائم ہے دنیا کا نظام
جب سے پیدا ہو گیا جمہوریت کا ولولہ
کر رہے ہیں دور ہی سے لوگ مذہب کو سلام

قطعہ

شخصیت بڑھ جائے جیسا کی کہ جسکی حد نہو
تھے بڑے نام جو نائب وہ بن بیٹھے امام

وہ شریعت ناز تھا اسلام کو جس شرع پر
یعنی خلق اللہ کے جمہور کا سادہ نظام
معنی قرآں نہ بدلے ہیں نہ بدلینگے کبھی
کیونکہ یہ قانون ہے فرمودۂ رب انام
وہ مقنن خالق جمہور جسکا نام ہے
حکم محکم جس کا یکساں ہے بہر خاص و عام
خود غرض اشخاص استعمال جب کرنے لگیں
حسب مرضی اپنے پھر قانون کو کیا اس کا کام
غیر معصوم اسمیں اپنی رائے کو جب دخل دیں
رائے بھی وہ جسمیں ذاتی منفعت کا اہتمام
معنی جبل المتیں کو بٹ گئے رسی کی طرح
گتھیاں ہر بات میں پیدا کریں بہر عوام
انکی یا انکے مریدوں کی ہو جس میں منفعت
وہ حلال و طیبا اور باقی ہر شے حرام
انکی ذاتی رائے کو سمجھے نہ جو عین حدیث
اُس پہ بیدینی کا فتویٰ دیں لگا کر اتہام
بند کر کے آنکھ پوجے جائیں ایسے خود غرض
ایسے لوگوں کا اگر واجب ہو سب پر احترام
گر اسی کا نام دینداری ہے مذہب ہے یہی
ایسی دینداری پہ لعنت ایسے مذہب کو سلام
بڑھ گئے ہیں گاؤدی گر قوم میں بے انتہا
اور نہیں پہچانتے وہ صورت نور و ظلام
انکو لازم ہے کہ مل کر بیل رکشا اک بنائیں
اس پہ پہلے کا فیض آباد میں ہو اہتمام
گھاگرا کے پاس بارہ ہو اگر کوئی وسیع
بیل رکشا کی نمائش کا وہاں ہو انصرام
جتنے قومی سانڈ ہیں انکو نمائش میں بلائیں
یہ مجمن منبر پہ جو جھڑکا کریں وعظ صبح و شام
ایسا انکا س آپ کو لازم ہے ان سانڈوں کی فکر
انکے بچھڑے قیمتی ہونگے بہت آئیں گے دام
مول لے لینگے بڑی قیمت پہ پنجابی کسان
باپ کی جاگیر کا کرنا ہے جن کو انتظام
جوت ڈالینگے اودھ سے لیکے یہ پنجاب تک
شرع قومی کا باقی پھر نہ رہ جائے گا نام

محروم پھر سکھو (گا) وہ لوگ جیسا اپنے ساتھ پیدا کو وہ حسن کی ساتی کیا تنگ ہی رہے جائے۔ یہ جہاں جاتے ہیں پھر یہ لکھنؤ کوئی کچھ کہے گے۔ فیصلہ کالج میں اگر لکھنؤ کرنی خدا اب ہو۔ فائدہ ہی فائدہ ہے آپ کو اس کام میں۔ بازی جی جو لیڈران کے لیڈر مولوی۔ بنکر منافقت ہو یہ بیچارے ذلت میں ہیں۔ نسل خوانی ہو جائیں گے یہ نکام علیم۔ کی خاطر کیجیے لڑی ہر کا بچوں کو عام۔ چھوڑ دیا ان کا ثواب اور یہ بازو منا کام۔ ان کے پڑھنے کے یہ لوگ دیجیے سب انکے نام۔ ہونگے اس تقلید سے ہندو بھی بدین خوش تمام۔ اور وہ بیچ بھی ہے ان دونوں میں اک تشبیہ نام۔ کرتا انصاف ہے کچھ غور کیجیے والسلام۔

راقم سید رضا رضوی نیہا ڈل اسپیس قریب بیرونی خندق لکھنؤ

چاچھپا۔ چار اونکے نیولے کے فراق میں باؤلے ہوئے اور کچھ بعد گئے۔ اولی میں اتر گئے۔ مگر جو گیا پھر نہ پلٹا۔ کنواں کاٹ کے کھڑا کو وہ ساکن۔ بجائی مچا وہ خاموش۔ گھڑا۔ پانچویں کی کمر میں رسی باندھی۔ اور عشق اراسوہ میں کنواں جھکایا آدھی دور سے قریب چلانے لگا۔ بجائی کھینچو۔ تبھ وہ وہی نیولے کا عاشق ہے۔ کنواں نہیں چاہ بابل ہے۔ ہاروت ماروت کی آہ آتشیں لگیں نے چاروں کو تنہائی رہ دکھائی۔ پانچواں مرت۔ بیوشی ہوا جلوہ کا یہ تو کامل نہ تھا ورنہ غش سے پھر اٹھاتا نہ جانا۔ عشق ہے جان لیوا چیز نیولے ہی کا کیوں نہ ہو۔



فرنگستان: ابھی کیا تم اور کیا سوڈان صورت علیحدہ سیرت علیحدہ نسل علیحدہ؟
مصر: آئینہ حاضر ہے اپنی صورت ملا کے دیکھیے۔ شاید آپ کی صورت ملتی جلتی ہے؟

اور سنیئے ایک صاحب تحصیلدار صاحب تحصیل خٹک ضلع لاچی سے دو ڈھائی میل آگے بنوں روڈ پر مارے گئے۔ انکے ہمراہ دو ہندو منشی اور ایک پولیس کا سپاہی بھی تھا۔ ڈاکوؤں نے مرت کی طرح گھیرا ہر ایک چل رہے یہ شکار ہوئے لیکن کیس بیوٹ لگی۔ کرٹ جنیچ ڈاکو لے گئے۔ واقعی قضا ہی تو ہے۔ مزا یہ ہے کہ کسی کو انتظام سرکاری پر نکتہ چینی کا حق ہی کیا ہے؟

یک نشتہ روز شد کوہاٹ کی چھاؤنی۔ شارع عام۔ سر علم اس محل اور وقت کو دیکھیے پھر دو ہندو مسافروں کا لٹنا ملاحظہ فرمائیے۔ یہ بیچارے تانگے پر بیٹھے ریلوے اسٹیشن جا رہے تھے کہ راہزنوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ لٹے پٹے زخمی ہوئے گھر چلے آئے۔ رزاق مطلق ڈاکوؤں کا پیٹ بھی بھرتا ہے۔ اسمیں کسی کا کیا اجارہ۔ باقی بطفیل حسن انتظام خیریت ہے۔

سرحدی خبریں

بھلا کہنے والے کی زبان کس نے پکڑی ہے؟ زبان ہے کوئی مارتے خان کا ہاتھ نہیں ہے۔ یہ دو تولے کی چیز زبان چلتی ہے تو پھر رکتی نہیں۔ خدا تو خیر مگر غضب یہ ہے کہ حاکموں کو بھی نہیں چھوڑتی جنکے قبضے میں زبان والوں کو پھانسنے کے سینکڑوں قانونی پھندے ہیں۔ چنانچہ بالفعل سرحدی رعایا کہتی ہے دن کو سوتے ہیں رات کو جاگتے ہیں۔ بڑے مزے سے زندگی بسر ہوتی ہے۔ جہاں ڈاکے پڑیں چوریاں ہوں وہاں آدمی سے چوکی دار بننا مالداروں کا فرض ہے۔ کبھی کہانے کبھی کھنکھارے کھٹکا ہوا اور کان کھڑے کیے نا بے کون ہے؟ سچ ہے
پھیلا کے پاؤں سوتے ہیں بندہ کے نقیر
دہشت سے جاگتے ہیں تو نگر تمام رات
مگر بھائی جان! یہ ہے سرحد۔ یہاں اکثر غیر منقولہ مال کی چوری بھی ہوتی ہے۔ بی بنارسی جان کی آنکھ کا کاجل۔ گالوں کی سرخی ہاتھوں کی مہندی دانتوں کی چمک۔ جلوؤں کی دھمک۔ غمزہ کی جانستانی۔ زلف کی درازی۔ جوبن کا ابھار۔ حسن کا نکھار۔ شباب اور شباب کی آب و تاب سکر کی ڈبکی بالوں کی ساری کی۔ کوئی شاطر چور اڑائے لیتا ہے کہ وہ دوڑ جا جائے نہ دیا۔ پولیس! پولیس!!

ایبٹ آباد سے ہتیاگلی جاؤ تو کرایہ لیتے ہیں خچر کا ادھر دیتے ہیں باربرداری کو گدھا۔ رہی سواری تو فرسٹ کلاس سواری گھوڑے کی ہے۔ مگر سبحان اللہ گھوڑا وہ کہ سودا کا گھوڑا اس پر سے شرمندہ ہو۔ ہستم برایں سوار بہتی پیادہ دام رہی گا۔ بطول منہوم انتوں زخم فریش

سینگو۔ ۔۔۔ کو بات یہ ایک بار نیولا کسی پرانے اجاڑ کنوئیں میں جا پھنسا

کا لنگڑے کی دُمن اور لنگڑی کی تال میں گائیے اور آدھی راہ تک مزے سے چلے جائیے۔ آگے؟ آگے کا ذکر کیجیے۔ گھوڑے صاحب بسبب ہیبت آدمی کا خیال بن جاتے ہیں اور کبھی دیوار کی طرح پھس پھسا کے بیٹھ جاتے ہیں اب لاکھ لاکھ کوشش کیجیے۔ اون ہوں۔ بیٹھیں آنکھے دشمن اپنی لاتی تھوڑا سا مارا۔ لگام کھینچی مگر تو بہ

خاک بھی اپنی اٹھنے کی نہیں ہلا بسے اڑ کے

ہم جہاں میں نقش پا بیٹھے نہ ابے اڑ کے

بڑی بڑائی دُم ہلائی کان کھجائے اور ایک عدد راحت افزا گوز ٹھنڈی سانس کی طرح نکال دیا۔ پھر وہی زمین وہی میاں سوار۔ گھوڑا کاہے کو جسٹس بیکارڈی کا فیصلہ ہے۔ اب چابک ماریے اور دس کوس تک پہاڑ کی چڑھائی بسواری دریکاب قدم طے فرمائیے۔ ایک مرحلہ نہیں تو نہ سہی۔ چار قدم چلیے جب سانس پھول جائے تو دم لیجیے۔ ہری ہری گھاس دیکھیے پھر آگے بڑھیے۔ کھانا ہضم ہونے کی ضرورت نہیں۔

ایک سادہ حجام کا پاؤں بھاری ہوا اور پولیس کا خواہ مخواہ پیٹ پھولا بیچاری کو پکڑ کر عکرف کے زبردستی جھوٹے صاحب کے سامنے لاتے ایک تو کریہن دوسرے خوش رنگ تیسرے الڑ پنچ تھے پیٹ والی پانچویں صاحب کا رعب۔ بیچاری کبھی عمرو کا نام لیتی کبھی بکر کا آخر شک شبہ میں بات ٹل گئی پیٹ قائم ہے۔ مگر پیٹ بھرنے کا سہارا نہ رہا۔ کیا معنی کہ انکی والدہ خادمہ تھیں وہ صاحب کے یہاں سے برطرف کر دی گئیں۔ فرمائیے پیٹ بھرا یا خالی ہوا؟۔ (جرم سسرو آشتی لطیف)

مقتول نائب تحصیلدار صاحب کی نسبت کہا جاتا ہے کہ گشت رعایت ہوئے ایک شوہر دار عورت سے آنکھ لگائی تھی۔ شوہر نے پہلے تو بدکاری کا رڈ یا پھر تاکا بیٹے زوجہ کو ٹھنڈا کیا پھر موقع سے نائب تحصیلدار کی جان قربانی قبل از فیصلہ کر دی۔

تھوڑا زمانہ ہوا کہ ایک اخبار پی باغی نے بمقتضائے ہوشمندی سول میں پیچیدے عہدداروں کا تقرر تجویز کیا تھا۔ نائب تحصیلدار صاحب کی موت نے بھی اخبار پی باغی کی تائید کرانی چاہتی ہے۔ اگر دوسرے صوبہ کے اشخاص اس پیچیدے بازی کو پسند نہ فرمائیں تو خیر لیکن ہمارا صوبہ ضرور اس کا مستحق ہے اور سے یہاں کسی طرح حل یا نڈیاں نو رکھیں۔ یہاں معمولی قانون کے علاوہ ایک سرحدی قانون بھی مروج ہے جہاں مدعلیہ دال تیر انگی سی سجل کی جگہ ٹریبل میں قائم ہو جائے گی۔ اسکے علاوہ ایک پارٹی کے لوگ سب چیزوں کو عشر کہتے ہیں خیر پارٹی کے لوگ سب چیزوں کو مؤنث کہتے ہیں۔ اس افراط و تفریط کا انسداد صرف ”مخنث“ قانون کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔ خدا کرے ہماری گورنمنٹ ساری دُنیا کے پیچیدوں پر رحم فرمائے سب کو پکڑ پکڑ کے سول عہدوں پر قائم کر دے۔ یہ گروہ بہر حال رحم کا مستحق ہے۔ بیچارے نہ زن کے نہ اولاد کے۔ دنیا کی بے ثباتی لذات دنیا کی بے وقعتی کا راز اگر کسی پر کھلا ہے تو انھیں پر۔ تعلیم کی کمی ہے ورنہ یہ لوگ ہر قسم کے گناہ سے محفوظ اور بنے ہوئے مرشدوں سے ہزار درجہ بہتر ثابت ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں لوگوں کی جان دولت آبرو ہر چیز انکی نگرانی میں محفوظ رہ سکتی ہے۔

المنتقم

(نویسندہ بقلم)

مسٹر سرحدی خاں از علاقہ پشاور

اہل زبانوں

مولانا الپنچ۔ خزدہ باد ”سبیل“ صاحب بہ تحسر سے نکلے۔ خدا کے فضل اور مولوی زمیندار صاحب کی عنایت سے ”اہل زبانوں“ کا احسان ظاہر انھوں نے برداشت نہیں فرمایا لوگوں کا خیال ہے کہ زمیندار صاحب ناحق مانع الخیر ہوئے

مگر ہم اس خیال کی تائید نہیں کرتے بایں معنی کہ اگر خدانخواستہ ”اہل زبانوں“ کے لیے اس دفتر میں کوئی سبیل نکلتی تو یاروں کی دلچسپی کے مسائل ضرور غائب غلہ ہو جاتے۔ اب ان مرجھائے ہوئے پھولوں کی بہار دیکھیے۔ معاصر بے عدیل ناظر دافر ”اہل زبانوں“ کے بادل میں ایسی برق شاطف کبھی نہ چمکی ہوگی حکمت فلسفہ۔ تصوف۔ فصاحت بلاغت۔ عروض قافیہ غرض کہ ہر چیز میں مضمون نگار فاضل ہے سہ

پیاسو ہے سبیل شہید وں کے نام کی

مضمون نگار تنقید سے بے نیاز ہے۔

مرجھائے ہوئے پھول

از قلم میر کریم الدین بر ترتیبی فاضل گوجرہ ضلع لائلپور

مرجھائے ہوئے پھول دیکھ۔ جتنا میرا دل پریشان ہے۔ شاید اُس کسی کا بھی نہ ہوا ہوگا۔ ان کو دیکھ کر میں حیران رہ جاتا ہوں۔ جب ان کو دیکھتا ہوں بادِ نسیم کے جھونکے۔ سورج کی دھوپ زمین کی سردی ہوا۔ پانی کے تھپیڑے گل چینوں کی حرامیاں سب دیکھتے دیکھتے حسینوں کے گلے کا ہار بنتے ہیں کانوں میں لٹکتے ہیں۔ ناکوں سے لگائے جاتے ہیں اور ان کی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر کیا جاتا ہے مگر جب یہ کملا گئے ہوں۔ ہاتھوں میں ملے گئے ہوں تو اب دیکھنے کو تو کیا۔ ہاتھ تک بھی لگانے کو نہیں چاہتا۔ شاعر بھی پھولوں کی طراوت اور تازگی کی تعریف

ضرورت شادی

ایک تیس سالہ جوان اور خوبصورت شخص جسکی تجارتی آمدنی تقریباً تین چار سو روپیہ ماہوار ہے۔ پہلی بیوی کا انتقال ہو چکا ہے ایک ایسی نوجوان کنواری یا بیوہ عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ جو سنی المذہب۔ خوبصورت۔ خوش اخلاق امور خانہ داری سے واقف۔ منتظم۔ سلیقہ شعار اور بقدر ضرورت لکھی پڑھی ہو۔ نیک نفس اور تندرست ہو۔ اور شریف خاندان سے ہو۔ اگر بیوہ ہو۔ تو ساتھ شوہر سے کوئی اولاد نہ ہو۔ عمر ۲۰۔۲۵ برس سے زائد نہ ہو۔ تمام خط و کتابت پوشیدہ رکھی جائے گی۔

ع۔ معرفت شیخ احمد صاحب۔ منیجر دارالتجربات وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

کرتے ہیں خشک اور سوکھے پھولوں پر بہار بھی خاک ڈالتی ہے جو کوئی ان کی تعریف کرنے کے لیے قلم کو اٹھائے اور وقت کو خراب کرے تاہم آزردہ دلوں سے جو کچھ نکلتا ہے۔ سننے سمجھنے اور غور کرنے کے قابل تو ہوتا ہے۔

کل صبح جب میں اپنے سکول میں گیا اور میز پر سر جھکائے کسی خیال میں مست تھا۔ بلکہ افسردہ دل ہی تھا۔ کہ مکرمی جناب شیخ محمد اقبال صاحب صافی ایم اے۔ ایم۔ او۔ ایل۔ گورداسپوری جو یہاں ہمارے ساتھ ماسٹر ہیں۔ چنبیلی کے پھولوں کا ایک افسردہ اور کملایا ہوا ہار میرے سامنے لائے اور کہنے لگے۔ کہ ان پر کچھ ابیات جلدی جلدی سے سنا دو۔ تو خاص داد دی جائے گی۔

چنانچہ فی البدیہہ یہ ابیات میں نے اُنکی نذر کردیے جو پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔

چنبیلی کے پھول اور برق کا دل
جب ہوں شگفتہ تو۔ سبحان اللہ
مرجھا گئے ہوں۔ تو غضب ہے اے صافی
مرتی ہوں رقوں پر تو پڑھوں میں اللہ اللہ

ضروری التماس

شاعری یا زبان کے اعتبار سے اودھ پنچ اپنے مضمون نگاروں کے اُنھیں مضامین یا اعتراضات کا ذمہ دار ہے جو اودھ پنچ میں شائع ہوتے ہیں۔ بعض ایسے مہربانوں کے مضامین پر نکتہ چینی کے خطوط دفتر میں موصول ہوتے ہیں جو دوسرے جرائد میں بھی اپنی مرصع نگاری کی نمائش فرماتے ہیں ہم نہ انھیں شائع کریں گے نہ اُن کا جواب دینگے۔ یہ طعنہ ہمارے واسطے بالکل بے اثر ہے: "کہ آپ ہی کے نامہ نگار تو ہیں جنھوں نے تقطیع سے ع" گرا دیا۔ فلاں محاورہ غلط استعمال کیا۔"

خاکسار ایڈیٹر

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ "منیجر"

مذکورہ بالا شاعری پر اہل زبان تصدق کیے تھے۔ کسقدر عرفان ہے! اللہ اللہ!۔

ایک شاعر کا قول ہے ؎

در شعر مپیچ و در فن او
چون اکذب اوست احسن او

دوسرا شاعر کہتا ہے ؎

شاعری جزویست از پیغمبری

اسیطرح خدائی کتاب میں جہاں "ان من الشعر لحکمۃ" فرمایا ہے وہاں "الشعراء یتبعہم الغاوون" اور بہت "ما علمناہ الشعر" بھی اُن لوگوں کے مقابلہ میں ارشاد کیا ہے جو کہتے تھے "انہ لشاعر" مگر بعض شعر اگر حکمت ہے حضرت داؤد اور انکے بیٹے سلیمان اپنے زمانہ میں بے مثل شاعر تھے اور ہمارے زمانے میں حکمت و موعظت سے لبریز شاعر جناب برق ہیں دوستوں کو ان کا کلام معرفت نظام دیکھ کے وہی دھوکا پیدا ہوگیا ہے جو ایک جولاہن کو ہوا تھا اس کا لڑکا عم کا سیپارہ پڑھتا تھا جب مجید سورتیں حفظ ہو گئے تو بیچاری پڑوسیوں سے کہنے لگی۔

"الحمد و پڑھس سکندر پڑھس قل ہو اللہ پڑھس"
دعا دو اسو ماچیا برات ہے کہیں برت نہ ہو جائے

اصلی بہار عشق با تصویر

کوکا پنڈت کا بنایا ہوا اصلی ۸۴ آسنوں والا کوک شاستر

جسمیں عورت مرد کی ملاپ ... تصویرات کا بیان صحیح اور مساس ... عورت کا رام کرنا طلسم ... [illegible] ... قیمت فی جلد ... [illegible] ... چند کتب: کلیات ... [illegible] ... دیوان جان صاحب ... زہر عشق کامل ... طلسم حیرت ... دیوان حیدر ... مثنوی ... [illegible] ...

بہار عشق بک ڈپو ... ضلع سہارنپور ... [illegible]

تین چار ہفتوں کی ڈاک

ظرافت کو یاروں نے ہنسی ٹھٹھا سمجھ لیا ہے حالانکہ ظرافت یہ ہے کہ ایک شخص کو گالیاں دیا جاتا ہو حیا و شرم سے مستغنی ہو دوسروں کے عیب پر حملہ کرے مگر معقول ہنستا لال سے اُس حملہ کو لگاؤ نہ ہو فضول گوئی میں کامل مہارت رکھتا ہو زبان اور لطف زبان سے ناواقف ہو۔ معاملہ فہمی سے سروکار نہ رکھتا ہو۔ قلم اُٹھایا اور ایڈیٹر غریب کے نام پر وانہ دھر گھسیٹا۔

"حضرت میں منشی سجاد حسین مرحوم کے عہد میں مضامین لکھتا تھا۔ منشی صاحب خدا بخشے میری بہت قدر کرتے تھے۔ مگر جب سے پرچہ آپ کے ہاتھ لگا ہے آپ مضمون مرسلہ شائع نہیں فرماتے لہذا آپ بے ایمان ہیں سرکش ہیں متمرد ہیں متعصب ہیں مغرور ہیں۔ فرائض اخبار نویسی سے بے بہرہ ہیں ہم نے تو مضمون لکھا آپ نے اٹھا کے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا خدا کرے آپ کی محنت بھی یوں ہی ضائع ہو۔ اسی سے تعلیم یافتہ جماعت آپ کے پرچہ کو پوچھتی نہیں۔ کاغذ میں مضمون پھیکے سیٹھے بے نمک۔ کوئی پرچہ کیا خرید کرے۔ دام مفت کے نہیں ہیں آجکل اسلام مصیبت میں ہے آپ کو اس کی پروا نہیں؟"

غرض جہاں تک امکان ہے سخت سست کہنے میں بخل نہیں فرماتے اب آپ پوچھئے مضمون میں تھا کیا؟

ہر بیماری کا علاج خود کرلو

جو صاحب حکیم شمس پرشاد گوال کی بنائی ہوئی کتاب مجربات شمسی ... منگا کر ... وہ ہر ... سردرد ... بیماری کا علاج نہایت ... کے ساتھ کرنے کے قابل ہو جائینگے ... [illegible] ... قیمت فی کتاب مجلد ... علاوہ محصول۔

مفت لو جو صاحب ... کے نام مع چند ... کے ٹکٹ بھیجیں ان کو چراغ صحت نامی رسالہ مفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر: منیجر دفتر چراغ حکمت علیگڈھ شہر (یو-پی)



خوش سلوکی علماو آمراو طفر شیخ جمہوریت ایران
بیفگنیم و بستانیم

اے حضرت آریوں کو دل کھول کے ماں بہن کی گالیاں دی گئی تھیں اور کیا تھا!

ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

مضمون حاضر ہے براہ عنایت و نوازش اصلاح دے کے شائع کر دیجیے۔ مضمون جو دیکھا تو بہتر کے ذکرے ہیں اور مضمون میں کوئی فرق نہیں یعنی آپ نے کوئی گندی چیز جو رقیق یا غلیظ صورت میں پیٹ سے خارج ہوتی ہے فروگذاشت نہیں فرمائی ۔ اور اس غلیظ خواری کا انتساب کسی غریب گمنام جاہل کی جانب فرما دیا جسکو نہ دنیا جانتی ہے نہ کسی مالی ملکی کام میں اسکا نام سنا گیا۔

آپ کو صرف ضرورت انتقام نے کچھ لکھنے پر مجبور کیا اب اصرار ہے کہ اسکو چھاپ دو جا بے لوگ ناک پر رومال رکھ لیں۔ یا ازالۂ عزت کا مقدمہ قائم ہو جائے۔

دوسرے صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

بڑے آئے وہاں سے۔ بے تعصبی کی ڈینگ مارنے والے مولویوں کے خلاف مضامین چھاپتے ہیں مومنین کو برا کہتے ہیں۔ ایک کو سائی دوسرے کو بدھائی۔ بھلا سجاد حسین صاحب کے وقت میں ایسے معاملات کبھی ہوتے تھے؟ اب لاکھ لاکھ عذر کیجیے کہ حضرت اگر کوئی شخص اپنے ہم مذہبوں کی اصلاح چاہتا ہے اور قاعدے کی بحث کرتا ہے تو اسے کون روکے یہ پرچہ اصلاحی ہے۔ مناظرہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ مرحوم سجاد حسین صاحب کے وقت میں۔ سوانح شیعہ کانفرنس کی طولانی رپورٹ شائع ہو چکی ہے تلاش کیجیے تو صدہا مضمون اسی قسم کے ملیں گے۔ مگر سنتا کون ہے۔ غصہ یہ ہے کہ ایک فریق کی ہجو کرتے ہو ہمارے مضمون نہیں چھاپتے۔

اس قسم کے خطوط بار بار موصول ہوئے مگر اس ہفتہ میں مہربانوں کی عنایت کچھ زیادہ وسیع ہو گئی۔ بعض "مومنین" اگرچہ پرچہ کے خریدار نہیں ہیں مگر اعتراض کرنے میں حاتم طائی کے حقیقی بھائی ہیں۔ ایسے بار افروختہ ہوئے کہ شاید انھیں اس گرمی کے موسم میں بوضع فطری کچھ دن کاٹنا پڑے ہوں تو عجب نہیں۔

مجبوراً انکے اطمینان خاطر کے واسطے چند کلام کا خون کرنا ضروری ہے انھیں معلوم رہنا چاہیے کہ ہم اپنے مصالح کے خلاف رویہ اختیار نہیں کر سکتے اگر آپ کو مضمون نگاری کا شوق ہے تو بسم اللہ چشم ما روشن دل ما شاد مگر سلیقہ حاصل کیجیے ورنہ ہرگز زحمت نہ فرمائیے ہمارا پرچہ آئینہ ہے اس آئینہ میں اگر کوئی حبشی اپنی صورت معائنہ فرمائے گا تو موٹے موٹے ہونٹ چپٹیاں سی زرد آنکھیں سیاہ رنگت ضرور نظر آئے گی اسوقت یہ کہنا کہ:۔

"میاں اس قابل ہوتے تو شترگربہ کیوں ٹھوکر کیا کھاتے۔"

فضول ہوگا۔ خدا کی عنایت سے ابھی کئی ایک ظریف کا غذ اخبار موجود ہیں جو آپ کے مضامین قبول ہوا تعصب کے اللہ آمین کر کے لے لینگے ایک بڑے اور مکروہ کا ذخیرہ آپ اپنے مضامین کیوں بھیجو؟ اپنے پنسل پر بچے جواہر کیوں جڑواتے اور ردی کی ٹوکری کا پیٹ کیوں بھرتے۔

اودھ پنچ کی پالیسی وہی ہے جو پہلے تھی۔ ہم اسے بہ نسبت آپ کے زیادہ سمجھتے ہیں اور آپ کے ارشاد سے ہرگز اپنا رویہ نہ بدلینگے۔

خاکسار ایڈیٹر

مولانا شیخ کی نوٹ بک

آغا میر کا ہاتھی اور دل کی حرکت

بے فکری عجب شے ہے معتمد الدولہ آغا میر شاہ اودھ کے وزیر تھے ایکدن ہاتھی پر سوار چلے جاتے تھے دفعۃً راستہ چلتے چلتے ہاتھی رک گیا پیچھے مڑ کے جو دیکھتے ہیں تو ایک پہلوان نے دم پکڑلی ہے ہاتھی صاحب لاکھ لاکھ پاؤں آگے بڑھاتے ہیں مگر بڑھ نہیں سکتے۔ آغا میر نے پہلوان سے پوچھا کیوں آکا تمہارا روزانہ خرچ کسقدر ہے آکا نے جواب دیا حضور آٹھ آنے روز۔ پوچھا کون دیتا ہے۔ کہا ایک مہاجن۔ معتمد الدولہ نے حکم دیا کہ اس پہلوان کو ہماری سرکار سے دو روپیہ یومیہ ملا کریں خدمت صرف اسقدر ہے کہ سامنے والی مسجد میں شام کو چراغ روشن کر دیں۔ میاں پہلوان نے ہاتھی کی دم چھوڑ دی۔ دو روپیہ روز ملنے لگے مگر شام ہوئی اور چراغ بتی کی فکر نے گھیرا۔ بنیے کے یہاں سے گھی لائے فلیتہ (فتیلہ) کے لیے روئی ڈھونڈھی۔ چقماق پتھری جیب میں ڈالی مسجد کی راہ لی۔ یہ روزمرہ کا دستور ہو گیا۔ سال بھر کے بعد پھر آغا میر کا ہاتھی ادھر سے نکلا پہلوان صاحب ہاتھ میں چراغ لیے جا رہے تھے وزیر نے فرمائش کی کہ آکا آٹھ آنے روز کا زور دیکھ چکے اب دو روپیہ روز کا زور دکھاؤ پہلوان نے ہاتھی کی دم پکڑی فیلبان نے آنکس لگائی۔ ہاتھی آگے بڑھا پہلوان دم کے ساتھ آگے کھنچا چلا گیا۔ آغا میر نے تعجب سے پہلوان کو دیکھا۔ پہلوان جھینپ گیا۔ اور ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگا۔ حضور میں دو روپیہ روز سے باندھا گیا۔ بے فکری کے آٹھ آنے اچھے تھے جب سے نوکر ہوا ہوں۔ شام کے وقت چراغ بتی کی فکر میں روزانہ تھوڑا سا خون خشک ہو جاتا ہے۔"

خدا رکھے آجکل کی تعلیم کو چھ برس سے ہر ایک بچہ فکر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ماں باپ مجبور ہیں اگر ابھی سے نہ پڑھائیں لکھائیں تو آئندہ معیشت کا سہارا نہیں۔ الغرض آجکل کے جملہ وسائل رزق عمدہ تعلیم پر موقوف ہیں عمدہ تعلیم محنت اور فکر کی محتاج ہے۔ فکر خون چوستی ہے۔ دل کی قوت خون کی ترقی پر منحصر ہے لہذا آغا میر کے ہاتھی کی دم پکڑنے والے اب پیدا نہیں ہو سکتے ہر شے یہی سنائی دیتا ہے فلاں شخص بیٹھے بیٹھے مر گیا۔ گروہ وکلا کا سارا کھیل فکر و تردد پر مبنی ہے۔ دیکھیے ہمارے دوست فرزند علی وکیل مرحوم متولی یتیم خانہ اسلامیہ بیچارے دفعۃً چل بسے۔ قانونی ردو کد افکار کے علاوہ آپ نے یتیموں کی فکر بھی اپنے ذمہ عائد کر لی تھی۔ دو فکروں کی کشاکش اور کاوزوری نے یہ نوبت پہنچائی کہ ملک الموت کا

ہاتھی بد کے منہ کا۔ اسی سے تو بد نصیبی کہتی ہیں بے فکری کے چنا چبے اور فکر مندی کا پلاؤ نہیں اچھا۔"

"ذم کا پہلو"

ایک شاعر صاحب مرثیہ پڑھ رہے تھے بیت کا آخری مصرع تھا ؎

کان نبی کا گوہر یکتا حسین ہے"

سامعین میں سے ایک نے ٹوکا "حضرت! توبہ کیجیے کان کیسا۔ لاحول ولا قوۃ"

شاعر صاحب نے لفظ بدلا اور فرمایا ؎

بحر نبی کا گوہر یکتا حسین ہے

ایک دوسرے نے آوازہ کسا "جناب بہرے ہو گئے آپ خود آپ کو تمیز بھی ہے یا یوں ہی شاعر بن گئے کیا خوب۔ (منہ پر لا کے مذکر) توبہ توبہ!!"

غریب شاعر نے پھر اپنے کلام میں ترمیم کی ؎

گنج نبی کا گوہر یکتا حسین ہے

ایک دل جلا بول اٹھا "خاموش!!! اماں تم شاعر ہو کہ شاعر کی دُم والسہ ہوئی شرعی حکومت۔ تم نے گنج ہونا کیا پانچی ہو جاتی" کا مطلب بہرے گئے سب ہی ذکر شاہ کر دیے ہیں۔

ہمارے رسالہ کا ذہنی حال بھی اس مرثیہ گو سے کم نہیں۔ ابھی کانگریس میں جتنے شعر اُنھوں نے پڑھے ہیں۔ ہم یار لوگوں نے آوازے کسے۔ کانگریس کی کارروائی دلوں کو مطمئن کرنے والی نہیں ہے۔ اضافت پر اشارہ ہو گیا تو ذم کا پہلو نکلا۔

میاں مٹھو کالج میکسکو

سنتے ہیں کہ میکسکو میں ایک درسگاہ میاں مٹھو کو تعلیم دینے کی بھی ہے۔ یہاں طوطے انگریزی پڑھتے ہیں ۔۔۔ تعلیم ختم ہونے کے بعد اچھی قیمت پر فروخت کیے جاتے ہیں کیا خوب ؎

سنبرے کو جب کہیں جگہ نہ ملی
بن گیا ہے آب میر کا فتی
قدر ۔۔۔ کرنے کے بعد تعلیم پائے سالک جنگی

پرندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کچھ دنوں میں دیکھ لیجیے گا یہ طوطے اپنی کانگریس علیحدہ بنا لیں گے حکومتی مجالس کی رکنیت کے خواستگار ہوں گے اور ہر جلسے میں ایک سبزے علی اڈے پر بیٹھے آنا گنگتے دکھائی دیں گے اگرچہ ان سے کسی صاحب حاجت کو فیض پہونچنا مشکل ہے کیا تعجب کہ طوطا چشمی مروت کا حصول نہیں پالتی پھر بھی "میاں مٹھو نبی جی بھیجو" کا ترجیعی فقرہ ہر ایک اسپیچ میں لطف سے خالی نہ ہوگا۔ اور اگر کسی طوطے میں فسانہ عجائب والے مٹھو کی روح حلول کر گئی تو پھر واہ جی واہ کایا پلٹ کا عمل انسانی جیس بدلنے کے واسطے کافی ہے۔

یہاں کے اکثر خطاب یافتہ مولوی نکامی وہ با مداری تو کرتے ہیں مگر انگریزی بالکل نہیں جانتے۔ مثل مشہور ہے بوڑھے طوطے بھی کہیں پڑھتے ہیں ؎

لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

پھر بھی اس طوطی کی طرح جسے معلم نے ذرا سی چشنک سکھایا تھا "یس۔ نو" ضرور سکھ سکتے ہیں البتہ اندیشہ ہے کہ صاحب بہادر غصے میں فرمائیں "ویم آئی فول؟" اور یہ کہہ دیں "یس سر" تو خطاب وطاب ندارد مبارکی گرسی کا اڈا سونا جیسے دربار کا پنجرا خالی۔ "برق" معم و بکم ؎

گرچہ موت نے جو آ دبایا تو کچھ بولے سوائے ٹے ٹے ٹے

بھدراوتی

"اصلاح" لودھیانہ ناقل ہے کہ ضلع چاندا (سی پی) میں ایک گاؤں بھنڈک ہے بہت زمانہ سے پیشتر اسکا نام بھدراوتی تھا۔ یہاں مجرانے کھنڈر بکثرت ہیں۔ یہاں پارس ناتھ جی کی مورت زمین میں گڑی ہوئی مل گئی۔ ایک روایت ہے کہ سکاٹس مشن کے پادری نے مورت کو حفاظت سے نکالی۔ دوسری روایت ہے کہ پادری صاحب نے نہیں بلکہ ایک پجاری کو دیوتا کی طرف سے بشارت ہوئی کہ بھدراوتی کو تلاش کر پارس ناتھ جی کی پیدائش کا وقت قریب ہے۔ کئی سال جد وجہد کرنے کے بعد کسی سن سیدہ عالم برہمن نے بتایا کہ بھنڈک اور بھدراوتی ایک ہی چیز ہے پجاری کا تجسس رائیگاں نہ گیا مورتی مٹی میں دبی ہوئی مل گئی اب ایک کمیٹی کے زیر انتظام وہاں نئے مندر کی تعمیر ہونے والی ہے دس لاکھ چندہ بھی ہو گیا ہے۔ حکومت نے مندر کے لیے ایک عمدہ قطعہ بھی عنایت کیا ہے الغرض گھورے کے دن پھر گئے جہاں سوائے سانپ بچھو تیندوے کے انسان کا بس نہ تھا وہاں کچھ دنوں میں عالیشان عمارت تیار ہو جائے گی۔ جینیوں نے عہد کیا ہے کہ جب تک بھنڈک کی زیارت گاہ مکمل نہ ہو گی کوشش جاری رکھیں گے۔

اختتان بینی

ایک مصر کا بیان ہے کہ لاہور میں کوئی یورپین صاحب کام میں ایسے مشغول ہوئے کہ برقی پنکھے کا خیال نہ رہا جھکنے میں ناک پنکھے کے گھیرے میں جا لگی سری اور پنکھے کے آرے نے استرے کا کام انجام دیا یعنی چہرہ اے بینی گلگشت مختون و نشیں گس ینقہ معدوم شد۔ صاحب بفضل خدا خیریت سے ہیں انشاء اللہ سروبا لشت اور بڑھ جائے گی اور اگر حکومت ہندہ اچھی ہوئی تو صاحب کے خدمات کو منافع ہند کے ساتھ منحق کر کے "بینی بہا" میں اچھی خاصی رقم وظیفہ مقرر کر سکتی ہے۔ صاحب کی جگہ ہندوستانی ہوتا تو کٹنے کے بعد دو کوڑی کے بیر بھی اس کے ہاتھ سے کوئی نہ کھاتا۔ یہاں کٹتی ہے تو جڑتی نہیں۔ بہر طور یہ جو مثل ہے "فلاں شخص ناک نقشے سے درست ہے"۔ ایسے محل پر یوں بدل جانی چاہیے "ناک ندارد مگر نقشہ سے درست ہے۔"

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔